قسط نمبر 2

مرزا قادیانی کے اختلافی اقوال پر ایک تحقیقی نظر

ابو عبداللہ محمد اصغر توحیدی (گوجرانوالہ)

الحمدللہ وکفی والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعد

اما بعد

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

اختلاف نمبر6

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دوبارہ دنیا میں آنے یا نہ آنے کے بارہ میں

مرزا قادیانی نے اپنی ایک تصنیف (ازالہ اوہام) کے صفحہ نمبر ۲۲۹ پر لکھا ہے کہ (اکیسویں آیت یہ ہے

﴿ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولا کن رسول اللہ وخاتم النبیین﴾ (۳۳/۴)

"محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے۔ مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنیوالا نبیوں کا۔"

یہ آیت بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی ﷺ کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا۔ پس اس سے بھی بکمال وضاحت ثابت ہے کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ دنیا میں نہیں آسکتا۔ کیونکہ مسیح ابن مریم رسول ہے اور رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ جبرائیل حاصل کرے اور ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحی رسالت تابقیامت منقطع ہے۔ اس سے ضروری طور پر یہ ماننا پڑتا ہے کہ مسیح ابن مریم ہرگز نہیں آئے گا۔ (بلفظہ)

لیکن اس کے برعکس مرزا قادیانی نے اپنی ایک تصنیف "براہین احمدیہ" کا حصہ چہارم پہلی فصل حاشیہ نمبر ۳ صفحہ نمبر ۴۹۹/۳۱۳ پر لکھا ہے:

﴿ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ﴾ (۶۱/۹)

یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔ (بلفظہ)

نیز اسی کتاب مذکورہ کے اسی حصہ کی پہلی فصل اور اسی حاشیہ میں صفحہ نمبر ۵۰۵/۳۱۷ پر لکھا ہے:

﴿عسی ربکم ان یرحم علیکم وان عدتم عدنا وجعلنا جھنم للکافرین حصیرا﴾ (۸/۱۷)

خدا تعالیٰ کا ارادہ اس بات کی طرف متوجہ ہے جو تم پر رحم کرے اور اگر تم نے گناہ اور سرکشی کی طرف رجوع کیا تو ہم بھی سزا اور عقوبت کی طرف رجوع کریں گے اور ہم نے جہنم کو کافروں کیلئے قید خانہ بنا رکھا ہے۔

یہ آیت اس مقام میں حضرت مسیح کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے۔ یعنی اگر طریقہ رفق اور نرمی اور لطف احسان کو قبول نہیں کریں گے اور حق محض جو دلائل واضحہ اور آیات بینہ سے کھل گیا ہے۔ اس سے سرکش رہیں گے تو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے جب خدائے تعالیٰ مجرمین کیلئے شدت اور غضب اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں اور سڑکوں کو خس وخاشاک سے صاف کر دیں گے اور کج اور ناراست کا نام ونشان نہ رہے گا۔ (بلفظہ)

محاسبہ

ازالہ اوہام میں مرزا قادیانی نے اپنا عقیدہ یہ بتلایا ہے کہ چونکہ رسول اللہ ﷺ تمام انبیاء کرام میں سے آخری نبی ہیں لہٰذا بقول مرزا قادیانی حضرت مسیح علیہ السلام کا اس دنیا میں دوبارہ آنا محال ہے اور اس کے برعکس (براہین احمدیہ) میں یہ تسلیم کیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے اور ان کے ہاتھ سے دین اسلام ہر طرف پھیل جائے گا۔ نیز حضرت مسیح علیہ السلام جلالیت کے ساتھ دنیا میں آئیں گے اور آکر تمام دنیا کی راہوں اور سڑکوں کو کوڑا کرکٹ سے صاف کر دیں گے۔

اب مرزا قادیانی کے ان دونوں عقیدوں میں اختلاف ہے۔ ظاہر ہے ان میں سے ایک عقیدہ غلط ہے اور ایک صحیح ہے۔ اب قادیانی حضرات پر منحصر ہے کہ وہ مرزا صاحب کے کونسے عقیدے کو غلط قرار دیتے ہیں اور کونسے عقیدہ کو صحیح سمجھتے ہیں۔

بہر حال ان دونوں عقیدوں میں سے ان حضرات کو انصاف کی راہ سے ایک کو ضرور غلط قرار دینا چاہئے تاکہ مسلمانان عالم کو یہ پتہ چل جائے کہ امت اپنے نبی کے کسی عقیدہ کو غلط قرار دے سکتی ہے۔ لیکن ہمیں ان سے اس بات کی توقع نہیں بلکہ یہ کئی قسم کے عذر باطلہ اور تاویلات فاسدہ کریں گے اور کرتے ہیں۔ ان عذرات میں سے ایک عذر یہ پیش کرتے ہیں کہ نزول مسیح والا عقیدہ مرزا صاحب نے محض رسمی طور پر لکھ دیا تھا اور بعد میں مرزا صاحب کو وحی ہوئی کہ مسیح علیہ السلام چونکہ فوت ہو چکے ہیں لہٰذا نزول مسیح والا پہلا عقیدہ منسوخ ہے تو ہم کہتے ہیں کہ مرزائی قادیانی حضرات کا یہ عذر بالکل باطل مردود اور بلا دلیل ہے کیونکہ جس کتاب (براہین احمدیہ) میں مرزا قادیانی نے نزول مسیح والا عقیدہ لکھا ہے اس کے صفحہ نمبر

۲۴۹٬۲۴۸/۱۴۵ پر لکھا ہے کہ مرزا قادیانی کے بقول یہ کتاب اس کے ہاتھ میں تھی کہ رسول اللہ ﷺ کی مجھے زیارت ہوئی اور رسول اللہ ﷺ نے عربی زبان میں اس کتاب کا نام پوچھا تو میں نے اس کا قطبی بتلایا اور وہ کتاب مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے لے لی اور آپ ﷺ کے ہاتھ آتے ہی وہ ایک خوش رنگ اور خوبصورت میوہ بن گئی۔ ہم کہتے ہیں کہ جب یہ کتاب مذکورہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بقول مرزا صاحب پیش کی گئی تھی تو آیا اس وقت نزول مسیح والا عقیدہ اس میں موجود تھا کہ نہیں.....؟ اگر تھا' یقیناً تھا تو پھر رسول اللہ ﷺ نے کیوں نہ مرزا قادیانی کو کہا کہ اس میں جو تم نے نزول مسیح والا عقیدہ لکھا ہے' وہ غلط ہے۔ اس کو کتاب مذکورہ سے نکال دو۔ اگر رسول اللہ ﷺ نے ایسی کوئی بات مرزا قادیانی سے فرمائی ہے تو قادیانی حضرات پہ لازم ہے وہ اپنے پیشوا کی کتب سے رسول اللہ ﷺ کا وہ فرمان دکھلائیں۔ اگر نہ دکھلا سکیں یقیناً ہرگز نہیں دکھلا سکیں گے۔ (ان شاء اللہ) تو اس صورت میں ان کو نزول مسیح والا عقیدہ تسلیم کرنا پڑے گا اور وفات مسیح والا عقیدہ غلط تسلیم کرنا پڑے گا۔

الغرض مرزا اور مرزائی قادیانی حضرات کی یہ تاویل بھی بالکل فاسد اور مردود ہے۔ دوسری بات ہم قادیانی حضرات سے یہ کہتے ہیں کہ تم لوگ اور تمہارا قائد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ﴿رفع الی السماء بالجسد﴾ والے عقیدہ کو شرک قرار دیتے ہو۔ حالانکہ مرزا قادیانی اپنی پیدائش ۱۸۴۰ء سے ۱۸۹۲ء تک متواتر ۵۲ سال اس عقیدہ کا قائل رہا تو پھر اس کا مطلب یہ ہوا کہ مرزا صاحب مسلسل ۵۲ سال تک شرک کا ارتکاب کرتے رہے۔ کیا کوئی اللہ کا سچا نبی دعویٰ نبوت سے قبل یا دعویٰ نبوت کے بعد ایک لحہ بھی کسی شرکیہ عقیدہ میں بتلا رہا ہو۔ کیا اس کی کوئی مثال کتاب وسنت سے مرزائی حضرات پیش کر سکتے ہیں۔ ہم کامل وثوق سے کہتے ہیں کہ قادیانی حضرات کبھی بھی کوئی مثال کتاب وسنت سے پیش نہیں کر سکتے۔ ﴿ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین﴾

ایک اور بات کی طرف ہم مرزائی قادیانی حضرات کی توجہ مبذول کرواتے ہیں' وہ یہ کہ کسی نبی کا جسمانی طور پر آسمان پر زندہ مانا جانا اگر شرکیہ عقیدہ ہے تو پھر مرزا قادیانی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ تسلیم کر کے آخری دم تک شرک کا ارتکاب کرتا رہا۔ حیات مسیح والے عقیدہ سے اس نے رجوع کر لیا تھا' لیکن حیات موسیٰ والے عقیدہ سے تو اس کا رجوع ثابت نہیں۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے اپنی ایک تصنیف ''نور الحق حصہ اول صفحہ ۵۰'' پر لکھا ہے کہ:

''عیسیٰ صرف اور نبیوں کی طرح نبی خدا کا ہے اور وہ اس نبی معصوم کی شریعت کا ایک خادم ہے کہ جس پر تمام دودھ پلانے والی حرام کی گئی تھیں۔ یہاں تک کہ وہ اپنی ماں کی چھاتیوں تک پہنچایا گیا اور اس کا خدا کوہ سینا پر اس سے ہمکلام ہوا اور اس کو پیارا بنایا۔ یہ وہی موسیٰ مرد خدا ہے' جس کی نسبت قرآن میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ ہے۔

﴿وفرض علینا ان نؤمن انه حیی فی السماء ولم یمت ولیس من المیتین﴾ (حوالہ موجود ہیں)

یعنی ہم پر فرض ہے کہ اس بات پر ایمان لائیں کہ وہ آسمان پر زندہ موجود ہے اور ابھی تک وہ فوت نہیں ہوا اور وہ مردوں میں سے نہیں۔ مگر یہ بات کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے سو ہم نے اس خیال کا باطل ہونا ثابت کر دیا ہے۔ ہم قرآن میں بغیر وفات عیسیٰ کے کچھ ذکر نہیں پاتے۔ (بلفظہ)

جب ہم یہ حوالہ پیش کرتے ہیں' تو قادیانی حضرات حیاتِ موسیٰ کی یہ تاویل پیش کرتے ہیں' کہ اس جگہ موسیٰ علیہ السلام کی روحانی زندگی مراد ہے' تو ہم جواباً کہتے ہیں کہ ان لوگوں کی یہ تاویل بالکل باطل ہے اور مرزا قادیانی کی تقریر کے بالکل مخالف ہے۔ وہ اس طرح کی روحانی زندگی تو بعد از وفات تمام انبیائے کرام کو حاصل ہے۔ اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کیا خصوصیت حاصل ہے۔ نیز قادیانی حضرات نے اپنے راہنما کے کلام پر پوری توجہ نہیں کی' اگر توجہ کرتے تو کبھی بھی یہ تاویل پیش نہ کرتے۔

مرزائیو! تمہارے راہنما نے اس عبارت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مردہ کہا ہے' تو یہ تفریق بتلا رہی ہے کہ تمہارا راہنما حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جسمانی زندگی سے آسمان پر زندہ مانتا تھا۔ الغرض مرزائی قادیانی حضرات کی یہ تاویل بھی فاسد مردود اور کلام مرزا کے مخالف ہے۔ لہٰذا قابل التفات نہیں۔

اختلاف نمبر 7

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مہد میں کلام کرنے یا کرنے کے بارہ میں

مرزا قادیانی نے اپنی ایک تصنیف ''حمامۃ البشریٰ'' صفحہ نمبر ۲۲۴ پر لکھا ہے کہ:

﴿ولا تجد فی القرآن اشارة الی حیاته بل القرآن یخبر عن فاته بعد ما ترعرع وتکلم کهلا و بعث وبلغ رسالات الله واتم حجه علی المنکرین﴾ (بلفظہ)

''یعنی تو قرآن میں اس کی (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) کی زندگی کی طرف کوئی اشارہ نہیں پائے گا' بلکہ قرآن میں اس کی وفات کی خبر دیتا ہے۔ بعد اس کے کہ وہ جواب ہوا' اس نے ادھیڑ عمر میں کلام کی اور مامور کر کے بھیجا گیا اور اللہ کے پیغامات کو پہنچایا اور اس کے منکروں پر حجت پوری کی۔''

لیکن اس کے برعکس مرزا قادیانی نے اپنی ایک تصنیف ''تریاق القلوب'' کے صفحہ نمبر ۷۹/۸۰ پر لکھا ہے کہ چوتھا لڑکا پیدا ہونے میں دیر ہو گئی ہے۔

نوٹ

مرزا قادیانی نے اپنی بیوی کے ہاں چوتھا لڑکا پیدا ہونے کا الہام سنایا' جب لڑکا پیدا نہ ہوا تو علمائے اسلام نے نکتہ چینی کی کہ تمہارا چوتھا لڑکا جو کہ تمہارے الہام کا

مصداق تھا' وہ تو پیدا نہیں ہوا۔ تو اس وقت مرزا قادیانی نے مذکورہ بالا الفاظ کہے:

''کہتا ہے کہ جناب الٰہی میں تضرع کے ساتھ ہاتھ اٹھائے اور مجھے قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میری دعا اور میری متواتر توجہ کی وجہ سے ۱۳ اپریل ۱۸۹۹ء کو یہ الہام ہوا کہ:

﴿اصبر مليا ساهب لك غلاما ذكيا﴾ یعنی کچھ تھوڑا عرصہ صبر کر' میں تجھے ایک پاک لڑکا عنقریب عطا کروں گا اور یہ پنجشبہ کا دن تھا اور ذی الحج ۱۳۱۶ھ کی دوسری تاریخ تھی' جبکہ یہ الہام ہوا اور اس الہام کے ساتھ ہی یہ الہام ہوا:

﴿رب اصح زوجتی هذه﴾ یعنی اے اللہ میری بیوی کو بیمار ہونے سے بچا اور بیماری سے تندرست کر۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اس بچہ کے پیدا ہونے کے وقت کسی بیماری کا اندیشہ ہے۔ سو اس الہام کو میں نے اس تمام جماعت کو سنا دیا' جو میرے پاس قادیان میں موجود تھے اور اخویم مولوی عبدالکریم نے بہت سے خط لکھ کر اپنے تمام معزز دوستوں کو اس الہام کی خبر دی اور پھر جب ۱۴ جون ۱۸۹۹ء کا دن چڑھا' جس پر الہام مذکورہ کی تاریخ کو جو ۱۳ اپریل ۱۸۹۹ء کو ہوا تھا' پورے دو مہینے ہوتے تھے۔ تو خدا تعالیٰ کی طرف سے اسی لڑکے کی مجھ میں روح بولی اور الہام کے طور پر یہ کلام اس کا میں نے سنا:

﴿انی اسقط من الله و اصیبه﴾ یعنی اب میرا وقت آ گیا ہے اور اب خدا کی طرف سے اور خدا کے ہاتھوں سے زمین پر گروں گا اور پھر اسی کی طرف لوٹ جاؤں گا اور اسی لڑکے نے اسی طرح پیدائش سے پہلے یکم جنوری ۱۸۹۷ء میں بطور الہام مجھ سے کہا اور مخاطب بھائی تھے کہ مجھ میں اور تم میں ایک دن کی معیاد ہے۔ یعنی اے میرے بھائیو میں پورے ایک دن کے بعد تمہیں ملوں گا۔ اس جگہ ایک دن سے مراد دو برس تھے اور تیسرا برس وہ ہے' جس میں پیدائش اور یہ عجیب بات ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے تو صرف مہد میں ہی باتیں کیں' مگر اس لڑکے نے پیٹ میں ہی دو مرتبہ باتیں کی۔ (بلفظہ)

محاسبہ

اب دیکھئے کہ مرزا قادیانی نے ''حمامۃ البشریٰ'' میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ادھیڑ عمر میں کلام کرنے کا اقرار کیا ہے۔ جب کہ کتاب مذکورہ کی عبارت سے ظاہر ہے اور دوسری کتاب ''تریاق القلوب'' میں عیسیٰ علیہ السلام کا اپنی ماں کی گود میں کلام کرنے کا اقرار ہے۔ اب ان دونوں باتوں میں اختلاف اس طرح ہے۔ اس کو منطقی طریقے سے یوں سمجھیں کہ عیسیٰ علیہ السلام نے ادھیڑ عمر میں کلام کیا' بچپن میں نہیں اور دوسری کتاب میں مہد میں کلام کرنے کا اقرار ہے تو ان دونوں باتوں میں اختلاف ثابت ہو گیا۔

ان دونوں میں ایک بات سچی ہے اور دوسری جھوٹی ہے۔ باقی رہا مرزا قادیانی کا وہ الہام جو تریاق القلوب کے صف ۹۷ پر اپنی حاملہ بیوی کی صحت یابی کے متعلق' تو یہ الہام بھی خود ساختہ ہے۔ وہ اس طرح کہ اگر الہام کی عبارت اس مفہوم پر مبنی ہوتی کہ ''میں تیری بیوی کو بیماری سے تندرست کروں گا'' تو پھر بھی کوئی معقول بات ہوتی' لیکن ستم تو یہ ہے یہ الہام ایسے مفہوم پر مبنی نہیں' بلکہ یہ ایک دعائیہ کلمہ پر مبنی ہے۔ اب ظاہر ہے کہ کوئی دعائیہ کلمہ تو الہام نہیں ہو سکتا۔ اگر دعائیہ کلمہ الہام ہو سکتا ہے تو کیا جو لوگ اللہ سے دعا مانگتے ہیں' کیا ان کی دعاؤں کو الہام کہا جا سکتا ہے.....؟

ہرگز نہیں۔ الغرض مرزا قادیانی کے تمام الہامات محض دماغی خرابی کی پیداوار تھے۔

اختلاف نمبر 8

سورۃ المائدہ میں منقول عیسیٰ علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ کے درمیان مکالمہ کا زمانہ ماضی یا زمانہ مستقبل میں ہونے کے بارہ میں اختلاف

مرزا قادیانی نے اپنی ایک تصنیف ''ازالہ اوہام'' کے صفحہ نمبر ۲۲۴/۶۰۲ پر لکھا ہے کہ افسوس کہ بعض علماء جب یہ دیکھتے ہیں کہ توفی کے معنی حقیقت میں وفات دینے کے ہیں' تو پھر یہ دوسری تاویل پیش کرتے ہیں کہ کہ آیت ﴿فلما توفیتی﴾ میں جس توفی کا ذکر ہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد واقع ہو گی۔

لیکن تعجب ہے کہ وہ اس قدر تاویلات رکیکہ کرنے سے ذرہ بھی شرم نہیں کرتے۔ وہ نہیں سوچتے کہ آیت ﴿فلما توفیتی﴾ سے پہلے یہ آیت ﴿واذ قال الله یا عیسی ء انت قلت للناس﴾ اور ظاہر ہے کہ قال صیغہ ماضی کا ہے اور اس کے اول ﴿اذ﴾ موجود ہے جو خاص ماضی کے واسطے آتا ہے۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ قصہ وقت نزول آیت زمانہ ماضی کا ایک قصہ تھا' نہ کہ زمانہ استقبال کا۔ (بلفظہ)

لیکن اس کے برعکس مرزا قادیانی نے اپنی ایک دوسری تصنیف ''براہین احمدیہ'' حصہ پنجم صفحہ ۲۷ پر لکھا ہے کہ: اور قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ (عیسیٰ) دوبارہ ہرگز نہیں آئیں گے۔ جیسا کہ آیت ﴿فلما توفیتنی﴾ سے یہ دونوں مطلب ثابت ہوتے ہیں' کیونکہ اس تمام آیت کے اول و آخر کی آیتوں کے ساتھ یہ معنی ہیں کہ خدا قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کہے گا کہ کیا تو نے ہی لوگوں کو کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اپنا معبود ٹھہرانا۔ تو وہ جواب دیں گے کہ جب تک میں اپنی قوم میں تھا تو میں ان کے حالات سے مطلع تھا اور گواہ تھا۔ پھر جب تو نے مجھے وفات دے دی تو پھر تو ہی ان کے حالات سے واقف تھا۔ یعنی بعد وفات مجھے ان کے حالات کی کچھ بھی خبر نہیں۔ (بلفظہ)

محاسبہ

مرزا قادیانی نے ''ازالہ اوہام'' میں اس مکالمہ کو زمانہ ماضی کا قصہ قرار دیا ہے۔ لیکن اپنی دوسری تصنیف ''براہین احمدیہ'' میں اس مکالمہ کا زمانہ مستقبل (یعنی قیامت کے دن) میں ہونا قرار دیا ہے۔ اب ان دونوں اقوال میں

سے ایک ضرور غلط ہے۔اب مرزائی حضرات پہ منحصر ہے کہ وہ اپنے راہنما کے کونسے قول کو غلط قرار دیتے ہیں۔لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ یہ اپنے پیشوا کی غلطی کو تسلیم نہیں کریں گے۔ بلکہ اس کی کوئی نہ کوئی تاویل فاسدہ کریں گے۔جیسا کہ ان کے ایک مشہور مولوی' مولوی ابوالعطا اللہ دتہ جالندھری قادیانی نے اپنی کتاب ''تجلیات رحمانیہ'' کے صفحہ نمبر ۶۳ پر کی ہے۔

کہتا ہے کہ از روئے قواعد نحو یہ ماضی ہے اور قرآنی اسلوب سے روز قیامت مراد ہے۔(بلفظہٖ)

ہم کہتے ہیں کہ علم وعقل سے کورے مرزائیو! ہمارا اعتراض تو یہ ہے کہ تمہارے پیشواء نے ایک ہی آیت ﴿اذ قال اللہ﴾ کو زمانہ ماضی سے بتلایا ہے۔دوسرے حوالہ میں اسی آیت ﴿اذ قال اللہ﴾ زمانہ مستقبل کے متعلق بتلایا ہے اور یہی چیز قابل اعتراض ہے۔

مرزائیو! کیا مجدد اور مہدی اور مسیح موعود قرآن مجید اسی طرح ہی سمجھا' سمجھایا کرتے ہیں کہ جس سے معلوم کہ وہ خود ہی قرآن مجید کو نہیں سمجھتے۔وہ دوسروں کو کیا خاک سمجھائیں گے' حالانکہ مرزا قادیانی کا دعویٰ تھا کہ لوگو! اگر قرآنی معارف سمجھنے ہیں' تو میرے پاس آؤ' تاکہ میں تمہیں معارف قرآن سمجھاؤں۔

ہم کہتے ہیں کہ جو آدمی بھی مرزا قادیانی کے پاس قرآنی معارف سمجھنے گیا' اس کو معارف تو سمجھ نہ آسکے' البتہ وہ آدمی تذبذب وتشکیک اور گمراہی کا شکار ہوگیا۔نیز مرزائی قادیانی حضرات سے مناظرہ ومباحثہ کے وقت وفات مسیح اور حیات مسیح کا مسئلہ بھی پیش آیا کرتا ہے اور مرزائی قادیانی مناظر وفات مسیح پر عموماً یہی آیت پیش کیا کرتے ہیں۔لیکن ان کے پیشوا نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ یہ روز قیامت کی گفتگو ہے' پس اصولی لحاظ سے مرزائی قادیانی مناظر اس آیت مذکورہ کو وفاتِ مسیح پر بطور دلیل پیش نہیں کر سکتے۔بصورت دیگر اس آیت مذکورہ کو وفاتِ مسیح کے مسئلہ پر بطور دلیل پیش کرنا مرزا قادیانی کی قرآن فہمی کے خلاف ہو گا۔کیا کوئی مرزائی اپنے پیشوا کی قرآن فہمی کے خلاف کوئی قرآنی آیت بطور دلیل کے پیش کرنے کی جسارت کر سکتا ہے۔اگر کوئی جسارت کرے گا وہ شخص مخالفِ مرزا ٹھہرے گا۔کیا کسی مرزائی میں اپنے پیشوا کی مخالفت کرنے کا حوصلہ ہے۔ذرا دل پر ہاتھ رکھ کر بتلانا ہم سننے کے منتظر رہیں گے۔

اختلاف نمبر9

رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی شخص کو الہام ہونے یا نہ ہونے کے بارہ میں

مرزا قادیانی نے اپنی ایک تصنیف ''براہین احمدیہ'' حصہ دوم صفحہ نمبر ۵۰ حاشیہ نمبر ۹ پر لکھا ہے کہ

''اور جب کہ فرقان مجید کے اصول حقہ کا محرف اور مبدل ہو جانا یا پھر ساتھ اس کے تمام خلقت پر تاریکی شرک اور مخلوق پرستی کا چھا جانا عند العقل محال اور ممتنع ہوا' تو نئی شریعت اور الہام کے نازل ہونے میں بھی امتناع عقلی لازم آیا' کیونکہ جو امر متلزم محال ہو' وہ بھی محال ہوتا ہے۔پس ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ حقیقت میں خاتم الرسل ہیں۔'' (بلفظہٖ)

لیکن اس کے برعکس اسی کتاب مذکورہ کے حصہ سوم صفحہ نمبر ۲ حاشیہ نمبر ۱۱ پر لکھتا ہے کہ خدا تعالیٰ امت محمدیہ میں سچے دین پر ثابت اور قائم ہیں۔ہمیشہ ایسے لوگ پیدا کرتا ہے کہ جو خدا کی طرف سے ملہم ہو کر ایسے امورِ غیبیہ بتلاتے ہیں جن کا بتلانا بجز خدائے واحد لاشریک کے کسی کے اختیار میں نہیں اور خداوند تعالیٰ اس پاک الہام کو انہیں ایمانداروں کو عطاء کرتا ہے کہ جو سچے دل سے قرآن شریف کو خدا کا کلام جانتے ہیں اور صدق اور اخلاص سے ان پر عمل کرتے ہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو خدا کا سچا اور کامل پیغمبر اور سب پیغمبروں سے افضل اور اعلیٰ اور بہتر اور خاتم الرسل اور اپنا ہادی اور رہبر سمجھتے ہیں۔دوسروں کو یہ الہام یعنی یہودیوں' عیسائیوں' آریوں' برہموں وغیرہ کو ہرگز نہیں ہوتا' بلکہ قرآن شریف کے کامل تابعین کو ہوتا رہا ہے اور اب بھی ہوتا ہے اور آئندہ بھی ہوگا۔(بلفظہٖ)

محاسبہ

معزز برادران اسلام ملاحظہ فرمائیں کہ کتاب مذکورہ کے حصہ دوم میں رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کو الہام ہونے کا مطلقاً انکار کیا ہے۔لیکن اسی کتاب مذکورہ کے حصہ سوم میں رسول اللہ ﷺ کے بعد بھی کسی کو الہام ہونے کا اقرار ہے۔اب ظاہر ہے کہ ان دونوں اقوال میں اختلاف ہے۔ لہٰذا ان دونوں میں سے ایک ضرور غلط ہے۔ہم مرزائی قادیانی حضرات سے کہتے ہیں کہ انصاف ایک بہت بڑا وصف ہے۔اگر آپ میں یہ وصف موجود ہے تو اس سے کام لیتے ہوئے ان دونوں اقوال میں سے ایک کو ضرور جھوٹا قرار دیں۔ورنہ ہم سمجھیں گے' آپ بہت بے انصاف لوگ ہیں۔نیز رسول اللہ ﷺ کے بعد الہام کا جاری رہنا اس کی کیا حقیقت ہے۔تو ہم عرض کرتے ہیں کہ کیا تم لوگ اپنے متعلق یہ یقین رکھتے ہو کہ ہم قرآن شریف کو اللہ کا سچا کلام سمجھتے ہیں اور صدق اور اخلاص سے اس پر عمل کرتے ہیں۔اگر آپ کا جواب ہاں میں ہے تو ہم آپ لوگوں سے پوچھتے ہیں کہ کیا مرزا قادیانی کے بعد آپ کے فرقہ کے کسی آدمی کو بھی کبھی الہام ہوا ہے یا نہیں' نیز آیا وہ الہام رحمانی ہے یا شیطانی ہے۔اس کی وضاحت بھی کر دیں۔

اختلاف نمبر10

حضرت مسیح علیہ السلام کے نیک ہونے یا نہ ہونے کے بارہ میں

مرزا قادیانی نے اپنی ایک تصنیف ''براہین احمدیہ'' کے حصہ دوم صفحہ ۴۶ حاشیہ نمبر ۶ پر لکھا ہے کہ:

''حضرت مسیح تو ایسے خدا کے متواضع اور حلیم اور عاجز اور بے نفس بندے تھے جو انہوں نے یہ بھی روا نہ رکھا کہ کوئی ان کو نیک آدمی کہے۔''(بلفظہٖ)

لیکن اس کے برعکس اپنی ایک دوسری تصنیف کے صفحہ نمبر ۱۵۶ پر لکھا ہے کہ:

''یسوع اسلئے اپنے تئیں نیک نہیں کہہ سکا کہ لوگ جانتے تھے کہ یہ شخص شرابی کبابی ہے اور یہ خراب چال چلن نہ خدائی کے بعد بلکہ ابتداء ہی سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ خدائی کا دعویٰ شراب خوری کا ایک نتیجہ ہے۔'' (بلفظہٖ)

محاسبہ

معزز قارئین کرام! ملاحظہ فرمائیں کہ ''براہین احمدیہ'' میں مرزا قادیانی نے حضرت مسیح علیہ اسلام کو بہت نیک اور صالح شخص کہا۔ جبکہ اپنی دوسری کتاب میں حضرت مسیح علیہ السلام کو شرابی کبابی اور برے چال چلن کا آدمی کہا۔ (معاذ اللہ)

برادرانِ اسلام دیکھیں اس ظالم شخص نے کیسے اللہ کے ایک سچے نبی کی توہین و گستاخی کا ارتکاب کیا ہے اور مسیح علیہ السلام پر ناجائز الزام تراشی کی ہے۔ ان شاء اللہ عنقریب ایک ایسا دن آنے والا ہے' کہ جس دن انبیاء کرام کے گستاخ اللہ کے دربار میں مجرموں کی طرح کھڑے ہوں گے اور وہاں ان کا کوئی عذر قابل سماعت نہیں ہوگا۔ (ان شاء اللہ)

بہر حال مرزا قادیانی کے ان دونوں اقوال میں تضاد و اختلاف ثابت ہوتا ہے۔ لیکن مرزا قادیانی کے پیروکار اس کی اس گستاخانہ بات کی یہ تاویل فاسدہ کرتے ہیں کہ جس یسوع کی بدکرداری کا تذکرہ کیا گیا ہے' وہ بحوالہ انجیل اور عیسائی نقطہ نگاہ سے کیا گیا ہے۔ تو ہم جواباً کہتے ہیں کہ ان لوگوں کی یہ تاویل بالکل لچر اور ناقابل التفات ہے' کیونکہ کوئی بھی امتی اپنے نبی کے متعلق ایسا بیہودہ اور غلط نظریہ اختیار نہیں کرسکتا۔ اگر کوئی امتی اپنے نبی کے متعلق ایسا غلط نظریہ رکھ سکتا ہے تو پھر سنیں ان لوگوں کے پیشوا وائن نامی شراب پینا' اس کی سوانح عمری ''سیرۃ المہدی'' سے ثابت ہے۔ یہ کتاب مرزا البشیر الدین محمود کی تصنیف ہے اور یہ مرزا کا حقیقی بیٹا ہے۔ ان لوگوں کو ہم یہ کہتے ہیں کہ تم یہ تسلیم کرنے کیلئے تیار ہو کہ آپ کا پیشوا بڑا شرابی کبابی اور عیاش طبع تھا۔ ذرا انصاف سے بتلانا۔

معزز قارئین کرام! ہم نے اللہ پاک کی توفیق سے مرزا قادیانی کی مختلف کتب سے باحوالہ اس کے اقوال میں تخالف و تناقض ثابت کر دیا ہے۔ آخر میں میں مرزا قادیانی کا ایک فتویٰ جو کہ متناقض الاقوال آدمی کے بارہ میں ہے' درج کر دینا بڑا مناسب خیال کرتا ہوں تاکہ اس کے پیروکاروں پر حجت قائم ہو جائے اور عامۃ المسلمین کی معلومات میں اضافہ ہو جائے۔

تو پھر سنیئے! اس فتویٰ کے الفاظ مرزا قادیانی نے اپنی ایک تصنیف ''ست بچن'' کے صفحہ نمبر ۲۵ پر لکھا ہے کہ کسی سچیار اور عقلمند اور صاف دل انسان کے کلام میں ہرگز تناقض نہیں ہوتا۔ ہاں اگر کوئی مجنون یا ایسا منافق ہو کہ خوشامد کے طور پر ہاں میں ہاں ملا دیتا ہو' اس کا کلام شک متناقض ہو جاتا ہے۔ (بلفظہٖ)

معزز قارئین کرام! مرزا قادیانی اپنے ہی فتویٰ کی رو سے مجنوں' منافق اور خوشامد پرست ثابت ہو گیا ہے۔ اس کے پیروکاروں کو اس فتویٰ پر برا محسوس نہیں کرنا چاہئے' کیونکہ یہ ہمارا ذاتی فتویٰ نہیں بلکہ ان کے پیشوا کا ہے۔ لہٰذا ان کو ایسے منافق' مجنوں اور خوشامد پرست سے تعلق ختم کر کے امام کائنات حضرت محمد ﷺ کے پاک دامن سے وابستہ ہو جانا چاہئے تاکہ دنیا و آخرت کی کامیابی حاصل ہو جائے۔ اللہ کرے مرزائی حضرات ہماری اس دعوت کو خلوص نیت سے قبول کر لیں۔ آمین

سائن بورڈ، کلاتھ بینر، سکرین پرنٹرز اور اشتہارات کی کتابت کیلئے
پینٹرز
حافظ پبلشی
04931-54639 ریلوے روڈ شیخوپورہ
0300-4970524
کاتب
حافظ شبیر احمد سجاد، رانا عبدالستار

بقیہ: ولی اللہ کی تعریف

نے اپنے اکابر کے بارہ میں یہی نظریہ قائم کیا مولانا رشید گنگوہی نے فرمایا ''سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے۔'' (تذکرۃ الرشید ص ۱۷ ج ۲)

اور مولانا احمد رضا کے بارہ میں تو اتنا غلو کیا گیا ہے کہ ''یہ ممکن ہی نہیں کہ ان کے قلم سے خطا سرزد ہو۔'' (احمد رضا بریلوی: ص ۱۸۰)

لیکن یہ نظریہ باطل ہے' جو سلف صالحین کے نظریہ کے خلاف ہے۔ امام شوکانی نے اس نظریہ کی خوب بیخ کنی کی ہے۔ فرماتے ہیں:

﴿واعلم ان اولیاء الله غیر الانبیاء لیسوا المعصومین بل یجوز علیهم ما یجوز علی سائر عباد الله المؤمنین وقال ایضا وان من حاول منهم ان لا یقع منه ذنب البته فقد حاول ان لا یکون لان العصمة لا تکون الا للانبیاء فلو راموا انهم لا یذنبون اصلا راموا ما لیس لهم﴾ (ولایۃ اللہ: ص ۱۰۰)

''تمہیں معلوم ہونا چاہئے اولیاء انبیاء کے علاوہ ہیں' جو معصوم نہیں ہیں بلکہ ان پر بھی وہ جائز ہے جو دوسرے اللہ کے نیک بندوں پر جائز ہے' نیز جس شخص کا یہ دعویٰ ہے کہ اولیاء سے اصلاً گناہ سرزد نہیں ہوتا تو انہوں نے ایسا قصد کیا ہے جو اولیاء کے حق میں نہیں ہے۔''

جوابات میں اختصار کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ولی اللہ کے بارہ میں کتاب وسنت میں جو توضیح ہے اور ائمہ سلف صالحین کے اس بارہ میں جو موقف ہے' اسے بیان کر دیا ہے در اصل ''ولی'' کے مفہوم میں جو بھی خرابی پیدا ہوئی ہے' وہ تصوف میں شیعت کے نفوذ کی وجہ سے ہے' جس سے ساری حقیقت بدل کر رہ گئی ہے۔ اگر اہل تشیع کے نظریات سے الگ ہو کر کتاب وسنت کی روشنی میں ولی اللہ کا مفہوم معلوم کیا جائے تو یہی نظر آئے گا کہ ہر شخص جو ظاہراً کتاب وسنت کا پابند ہے اور تقویٰ و پرہیزگاری سے معمور ہے' وہ اللہ تعالیٰ کا ولی ہے' خواہ اس سے کسی ایک کرامت کا ظہور نہ بھی ہوا ہو۔